

تو کمزور لوگ ہیں عاشی..... ہے ناں؟ خوفزدہ اور کمزور۔

عاشی: سیٹھ صاحب کہتے ہیں یہ سب ضعیف اعتقاد کی وجہ سے ہے۔ وہ تو مانتے ہی نہیں ایسی باتوں کو۔

سکندر: سیٹھ صاحب کی باتوں پر ایمان ہو گیا ہے تمہارا؟

عاشی: بہت۔ ان کی بات ہمیشہ ٹھیک ہوتی ہے بزنس سے لیکر دین تک۔

سکندر: پھر تو تم اچھی بیوی ثابت ہوئی ہو۔

عاشی: سکندر..... ایک بات پوچھوں؟

سکندر: ضرور۔

عاشی: سچ بتانا۔ کبھی کسی اور سے اپنے سوائے محبت کی ہے تم نے؟

سکندر: تمہارے چلے جانے کے بعد بہت عورتیں زندگی میں آئیں۔ شہرت دولت

عورت تینوں کی آپس میں بندھی ہوئی ہے۔ ساتھ ساتھ رہتی ہے یہ..... ت

عاشی: محبت..... صرف محبت۔ کس عورت کے ساتھ؟

سکندر: (اٹھتے ہوئے) تمہارے سوائے کسی سے نہیں خدا حافظ (جاتا ہے) خدا جانتا ہے

تمہارے سوائے کسی اور سے نہیں عجیب لگے گا تمہیں عاشی۔

عاشی: (آواز دے کر) سکندر بات تو سنو.....

(دور جا کر سکندر لوٹتا ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور دن

(جس طرح مزاروں کے باہر اپانچ غریب فقیر اکٹھے ہوتے ہیں ایسے ہی ایک مزار کے باہر

چند فقیر بیٹھے ہیں۔ ان میں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ان ہی فقیروں میں اندھے اباجی

بھی بیٹھے ہیں۔ خاناماں اندر جانے کے لیے گزرتا ہے۔ فقیر صدالگاتے ہیں۔)

فقیر نمبر 1: دے بابا اللہ کے نام کا دے۔ راہ مولادے۔

فقیری: تیری رد بلائیں بیبا۔ کچھ راہ مولادیتا جا.....

فقیر نمبر 2: راہ کھوٹی نہ ہو تیری۔ جگ جگ جیئے بیبا کچھ فقیروں کو بھی دیتا جا۔

فقیر نمبر 3: اللہ ہو صمد کا مسافر ولی۔ بند قہر کا دروازہ کھلے رحم کی گلی..... خیر ڈال خیر..... بند

دروازے کھلیں تیرے

(یہ سب فقیر روز شور سے مانگتے ہیں۔ خاناماں ہاتھ میں ہار اور چادر لے کر ان کے پاس

سے گزرتا ہے۔ ان کے ساتھ اس کی بیوی مثل کاک برقعہ پہنے ہوئے ہے آخر میں وہ ابا

جی کے پاس پہنچتا ہے۔ ان کے چہرے پر سفید ڈاڑھی ہے وہ مزار کے احاطے میں داخل

ہونے والے دروازے کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ خاناماں ان کی طرف دیکھتا ہے وہ چپ

چاپ بیٹھے ہیں۔ سامنے کاسہ دھرا ہے۔ بیوی ایک طرف کھڑی ہو جاتی ہے۔)

خاناماں: بزرگو آپ پر دھوپ آرہی ہے گرمی نہیں لگتی۔

ابا: (اٹھتے ہوئے) اچھا.....!

خاناماں: آپ بول سکتے ہیں۔

ابا: ہاں..... صرف اندھا ہوں۔

خاناماں: تو آپ صدا کیوں نہیں لگاتے؟

ابا: لگاتا ہوں..... لگاتا رہتا ہوں۔

خاناماں: لیکن مجھے تو آپ کی کوئی صدا سنائی نہیں دی۔

ابا: جس کی درگاہ میں صدا لگاتا ہوں اسے سنائی دیتی ہے۔

(خاناماں دوسری جگہ بٹھاتا ہے۔)

ابا: جیتے رہو بیبا..... ہم تو تمہیں دعاؤں کے علاوہ اور کچھ نہیں دے سکتے۔

خاناماں: یہ بہت ہے سائیں جی بہت ہے آپ کا پنڈا بہت گرم ہے۔

ابا: دھوپ پڑتی رہے تو گرم ہو جاتا ہے۔ جسم کا کیا ہے؟

خاناماں: یہ سائیں جی روپیہ ڈالا ہے میں نے آپ کے پیالے میں۔

ابا: شکریہ..... اس کا بھی شکریہ۔

خانساں: آپ کا بھی شکریہ۔

ابا: کیوں؟

خانساں: قبول کرنے کا شکریہ..... بات کرنے کا دعوہ دینے کا.....

(خانساں اس کی بیوی یہ کہتا ہوا اندر مزار کے احاطے میں داخل ہوتا ہے)

کٹ

سین 9 ان ڈور دن

عاشی: تم کو افتخار یاد ہے؟

سکندر: ہاں..... اچھی طرح سے۔

عاشی: لوگوں کا کیا ہے انہوں نے تو اسے بھی بھلا دیا۔ وہ انڈسٹری کا پرنس تھا.....

پرنس..... وہ اور میں قریب قریب اکٹھے انڈسٹری میں آئے تھے..... اکٹھے ہم نے

شہرت پائی..... دولت حاصل کی صرف وہ خوش نصیب تھا۔

سکندر: کیسے؟

عاشی: عین دوپہر کے وقت غروب ہوا۔ چڑھی دوپہر کے وقت اور ہم شام کے اندھیروں

میں غائب ہوئے.....

سکندر: تم کو افتخار سے محبت تھی عاشی۔

عاشی: (نظریں جھکا کر) تھی۔ بہت تھی..... ہے..... لیکن وہ..... وہ..... حاصل ہو جانے

والی چیز نہ تھا۔

سکندر: تم نے اسے حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی سنجیدگی کے ساتھ۔

عاشی: ہر سیٹ پر ہر فلم میں کوشش کی۔ اسی لیے اس کی اور میری ہر فلم ہٹ ہوتی تھی

ہمیشہ۔ فلمی دنیا کے لوگ بھی انسان ہوتے ہیں۔ جب انہیں محبت ہو جاتی ہے تو

کیمرہ اس کیفیت کو امر کر دیتا ہے پھر دیکھنے والے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ

سکتے..... ہمارا جوڑا اپنے وقت میں فلمی دنیا کا کامیاب ترین جوڑا تھا.....

سکندر: اور افتخار کو؟ اسے تم سے محبت تھی؟

عاشی: (ہنس کر) سکندر۔ تم نہیں سمجھو گے اس کے جسم میں مچھلی کا ٹھنڈا لہو تھا..... وہ

فوارے کی طرح دور دور چھنیں بن کر گرا کرتا۔ اس کی محبت پھیلی ہوئی تھی کسی ایک نقطے پر مرکوز نہیں تھی تم شاید میرا مطلب نہیں سمجھے؟

سکندر: کوشش کر رہا ہوں۔

عاشی: وہ جہاں جاتا جس کسی سے ملتا محبت کیے جاتا۔ محبت اس کے لیے ایک لگاتار فعل

تھا۔ کسی خاص فرد کے لیے مخصوص نہیں تھا وہ..... اسی لیے اس کے سامنے ہر عورت کو شکست کا شدید احساس ہوتا تھا سوائے ستارہ کے.....

سکندر: تم نے کبھی اس سے ملنے کی کوشش کی۔

عاشی: شاید۔ میں اس کا تعاقب کرتی۔ کرتی رہتی۔ وہ دراصل ایسے شخص کی محبت حاصل

کرنے کو عورت کا جی چاہتا ہے سکندر۔ جو..... بہت سے لوگوں کا ہوا اور کسی کا نہ ہو..... اسے صرف اپنی زنجیر سے باندھنے کو جی بہت چاہتا ہے۔

(اس وقت ایک بوڑھا آدمی داخل ہوتا ہے اس نے پرانی پینٹ کھلا لنڈے کا کوٹ اور سر پر

فلٹ ہیٹ پہن رکھی ہے۔ وہ عاشی کے قریب سے گزرتا ہے اور فلٹ ہیٹ اتار کر بڑے

جوش سے جھٹکا ہے۔)

ایکٹر: عاشی جی آپ کا کیا حال ہے؟

عاشی: ٹھیک ہے جی۔

ایکٹر: ان سے میرا تعارف نہیں ہے آپ کے Husband ہیں۔

عاشی: نہیں جلیل صاحب یہ..... ملک کے نامور گلوکار سکندر ہیں۔

ایکٹر جلیل: ذرا آپ سے کچھ کہنا تھا سیٹھانی صاحب۔

(سکندر بیٹھا سگریٹ پیتا رہتا ہے کمرے کے سامنے عاشی اور جلیل آتے ہیں اور

پرائیویٹ سرگوشی میں بات کرتے ہیں۔)

جلیل: اگر آپ Mind نہ کریں تو مجھے سو روپیہ ادھار دے دیں..... دیکھئے میری دائف

بہت بیمار ہیں۔ اور میں ان کے لیے ڈاکٹر فخر کو Consult کرنا چاہتا ہوں۔  
ادھار..... بالکل ادھار

عاشی: ادھار کہاں لوٹائیں گے آپ جلیل صاحب میں تو کراچی رہتی ہوں۔ سیٹھ صاحب  
کی فیملی میں شادی ہے ایک اس کے سلسلے میں آئی ہوئی ہوں یہاں چند دن کیلئے۔  
جلیل: (نوٹ بک نکال کر) آپ مجھے اپنا ایڈریس لکھا دیں کراچی کا میں آپ کو کراچی  
منی آرڈر کروں گا I promise

عاشی: (پرس کھول کر) واپس دینے کی ضرورت نہیں ہے جلیل صاحب۔ (سورویہ دیتی  
ہے۔)

جلیل: تھینک یو..... تھینک یو..... خدا کے لیے یہ قرض ہے میں کراچی روپے بھجواؤں گا  
آپ یقین کریں آپ (سکندر کو مخاطب کر کے) سکندر صاحب کسی دن تفصیلی  
ملاقات ہونی چاہیے آج تو ذرا مجھے جلدی ہے۔ میں کسی دن حاضر ہوں گا  
در دولت پر۔

(اندر ڈاکٹر کے کمرے میں چلا جاتا ہے عاشی سکندر کے پاس آتی ہے۔)

عاشی: نہیں پہچانتے ہو؟

سکندر: کون ہے؟

عاشی: آج سے تیس سال پہلے کا مقبول ترین کریکٹر ایکٹر..... یاد ہے تمہیں

سین 10 مزار شام

(اس وقت آپا کہیں دور دیکھ رہی ہے چند ٹائیے خاموشی رہتی ہے پھر وہ نعرہ مارتی ہے۔)

آپا: حق اللہ..... اللہ ہو۔ باقی رہے نہ کو۔

(خانساں اور اس کی بیوی جس نے شٹل کاک برقعہ پہن رکھا ہے اس کے پاس آتی ہے۔  
آپا نعرہ لگا کر مراقبے میں جانے والی صورت بنالیتی ہے اور سر کو چھاتی پر ڈھکا دیتی ہے۔  
خانساں کی بیوی پاس آتی ہے اور نیچے بیٹھ کر اس کی ٹانگ دباتی ہے۔ خانساں آپا کے گلے

میں ہار ڈال کر ایک طرف کھڑا ہوتا ہے۔)

عورت: بی بی ملنگنی جی اللہ واسطے میری مدد کریں میری بیٹی کو طلاق ہونے والی ہے اس کا کوئی قصور نہیں۔

آپا: سب بے قصور ہیں۔ پر سب پکڑے جائیں گے..... جوڑا نہ کر پائی پائی..... تیری سب ضرب جمع تقسیم دھری رہ جائے گی۔ کچھ کام نہیں آئے گا حساب کتاب حق اللہ اللہ ہو۔

عورت: بی بی سائیں سب کہتے ہیں آپ کی دعا ہو جائے تو میری بیٹی کا نصیبہ بدل سکتا ہے۔ ہمارے پاس اس کے سرال والوں کو دینے کے لیے ان کا منہ بند کرنے کے لیے کچھ نہیں جی۔ ہمارا گھرانہ بی بی صاحبہ صاحبہ جی سا ہے۔

کٹ

سین 11 ڈاکٹر کاوینگ روم کچھ دیر بعد

سکندر: یاد؟ یاد؟ ارے میں جلیل کا سب سے بڑا فین رہا ہوں۔ کیا گھوڑے پر چڑھا کرتا تھا بھاگتے گھوڑے پر۔ یہ جلیل نہیں ہو سکتا عاشی۔ یہ جلیل نہیں ہے۔ (سر پکڑ کر بیٹھتا ہے) وقت اتنا بے رحم نہیں ہو سکتا۔ لوگ اتنی جلدی فراموش کرنے والے نہیں ہو سکتے..... اس کے سب چاہنے والے کہاں ہیں؟

عاشی: اس کو دن میں تین چار سو خط آیا کرتے تھے سکندر۔

سکندر: نہیں نہیں یہ سچ نہیں ہے۔ شہر اتنی ناپائیدار نہیں ہو سکتی۔ دولت اتنی بے وفا نہیں ہے۔

عاشی: ہے ہے سکندر۔ مجھے نہیں دیکھتے سارے شہر میں ایک آدمی مجھے نہیں جانتا۔

سکندر: (آہستہ آہستہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھتا ہے۔) واقعی تم کون ہو؟ کون ہو تم۔

کٹ

(مزار کا وہ حصہ جہاں مجاوروں کی قبریں ہوتی ہیں یہاں آپاجی بیٹھی ہے۔ وہ اب مست ملکنی عورت بن چکی ہے۔ اس کے تن پر پیوند لگی گدڑی ہے بال جٹا دھاری چیکٹ ججے ہیں۔ گلے میں مالائیں ہیں۔ ہاتھ میں ایک لمبا کھوٹا ہے جس پر گھونگر وگلے ہیں۔ لیکن ابھی تک آپا مکمل طور پر تھانیدارنی ہے۔)

آپا: (اٹھتے ہوئے مجذوبوں کی طرح) ہم پکی سرکار کے متولیوں کی اولاد ہیں کسی کا گھرانہ واجبی نہیں..... سب ان بزرگوں کے رشتہ دار ہوتے ہیں ہم خود..... پکی سرکار کے رشتہ دار ہیں۔ ہم جیسا کون ہے؟ حق اللہ..... اللہ ہو۔ باقی رہے نہ بچو..... جا..... دروازہ کھول دیا ہم نے جا اب.....

(اس وقت آف کیمرہ بھرائی ڈھول بجانے لگتا ہے۔ پھر کیمرہ آپا رشتہ دار عورت کو چھوڑ کر ڈھول کی آواز پر جاتا ہے لوگوں کا ایک دائرہ مزار کے صحن میں بنا ہے دائرے کے اندر بھرائی ڈھول بجا رہا ہے آپاجی نعرہ مارتی دائرے میں داخل ہوتے ہے حق اللہ..... اللہ ہو باقی رہے نہ کوئی جو..... دائرے کے اندر ایک دوسرا بھگت ڈال رہے ہیں۔ آپاجی لوگوں کو چیر کر اندر داخل ہوتی ہے اور دیوانہ وار ڈھول کی آواز پر ناچتی ہے۔)

کٹ

(سٹوڈیو ٹیلی ویژن۔ اس منظر میں کیمرے چلتے ہیں اور ویسے ہی کام ہوتا دکھائی دیتا ہے جیسے عام طور پر ٹیلی ویژن کی شوٹنگ ہوتی ہے۔ اس وقت اناؤنسر ایک خالص ٹیلی ویژن والے سیٹ پر بیٹھی ہے۔ اس کے دائیں ہاتھ پر سکندر ہے اور بائیں طرف فوزیہ موجود ہے۔ کیمرہ اناؤنسر کے گلوڑا پر آتا ہے۔)

اناؤنسر: ناظرین آپ کا سلسلہ وار پروگرام نئے اور پرانے چراغ حاضر خدمت ہے۔ یہ لوگ آگ سے کھیلنے ہیں کئی بار خود ان کے وجود کو آگ پکڑ لیتی ہے۔ اس پروگرام میں ہم حسب وعدہ مختلف شعبوں سے دو ایسی شخصیتیں پیش کرتے ہیں جن میں فن کے اعتبار سے عمر کے اعتبار سے شہرت کے اعتبار سے ایک پوری پود کا فاصلہ ہوتا ہے۔ پچھلی مرتبہ ہم آپ کی خدمت میں مشہور ڈانسرفیوزی اور آج کی ابھرتی فنکارہ روبی کو لے کر آئے تھے۔ آج ہمارے خصوصی مہمان ہیں گل رخ سکندر اور فوزیہ لطیف۔ (تالیوں کی آواز)

(کیرہ سکندر کا کلوز اپ دکھاتا ہے اور ابھرتی گلوکارہ..... فوزیہ لطیف کا کلوز اپ فوزیہ

سلام کرتی ہے۔)

اناؤنسر: گل رخ سکندر صاحب کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ فوزیہ لطیف گوا بھرتی گلوکارہ ہیں لیکن تھوڑے دنوں میں انہوں نے فلمی دنیا میں بہت شہرت پیدا کر لی ہے۔ اگر آپ Mind نہ کریں تو چند سوالات۔

فوزیہ: جی جی ضرور

سکندر: جی جی ضرور۔

اناؤنسر: (سکندر سے) سکندر صاحب کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ آج کا موسیقار اتنی محنت نہیں کرتا جس قدر آپ کے عہد کا موسیقار کیا کرتا تھا؟

سکندر: عام طور پر یہ بات درست ہے۔ لیکن کلی طور پر ہیں دراصل موسیقی میں نے Trenaed آرہے ہیں۔ ہماری موسیقی میں کلاسیکی موسیقی کے علاوہ مغربی موسیقی مغربی ساز، عربی مصری دھنیں کئی قسم کی تجرباتی موسیقی ہو رہی ہے۔ نئے ساز نئی آوازیں اور نئی موسیقی فروغ پا رہی ہیں۔

اناؤنسر: (فوزیہ سے مخاطب ہو کر) یہ جو نئے Trend ہیں فوزیہ صاحبہ آپ کا کیا خیال ہے کیا یہ مشرقی موسیقی کے لیے مفید ہیں کہ..... ان وجہ سے مشرقی موسیقی منفی طور پر متاثر ہو رہی ہے۔

فوزیہ: یہ Depend کرتا ہے اگر گلوکار کو بنیادی طور پر مشرقی موسیقی کی تعلیم ملی ہو تو



وہ ہر نئے رنگ کو مشرقی موسیقی میں آسانی سمجھتا ہے۔ اگر موسیقی کی تعلیم نہ ہو کوئی بھی نیا Trend کیوں نہ ہو اسے ہم مقامی موسیقی کا حصہ نہیں بنا سکتے۔

آپ فوزیہ لطیف صاحبہ ہمیں بتائیں گی کہ آپ کو کس کی آواز پسند ہے۔

فوزیہ: سکندر صاحب کی۔

اناؤنسر: اور آپ کو سکندر صاحب۔

سکندر: تھی ایک آواز..... لیکن اب اس کا ذکر فضول ہے کیونکہ لوگوں کے کان اسے بھول چکے ہیں۔

اناؤنسر: سکندر صاحب اب میں آپ دونوں سے Request کروں گا کہ مائیکر فون پر آئیں اور اپنے اپنے مخصوص سٹائل کے ساتھ ناظرین کو گانا سنائیں۔

(سکندر اور فوزیہ دونوں اٹھ کر مائیکر فون کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور مل کر گاتے ہیں۔ ان پر کیمرا جاتا ہے۔ سکندر بوڑھا اور فوزیہ نوجوان ہے۔)

غزل:- عالی جی

دونوں: ابد تک ایک ہی چرچا ہوگا

کوئی ہم سا کوئی تم سا ہوگا

فوزیہ انترہ: (آواز)

کاش پہلے سے کوئی بتلا دے

کس طرح ذکر ہمارا ہوگا

وہ نہیں آئے گا اس محفل میں

دور ہی دور سے سنتا ہوگا

تا ابد ایک ہی چرچا ہوگا

کوئی ہم سا کوئی تم سا ہوگا

ملکر

(اس گانے کے دوران سکندر کے چہرے پر ستارہ عاشی اور افتخار کے چہرے سوپر امپوز

کیجئے۔ خاص کر افتخار اور ستارہ کے خوبصورت کٹ آنے چاہئیں۔ یہ Cuts پچھلے سینوں

سے لیے جائیں گے خاص کر اس انترے پر ”وہ نہیں آئے گا اس محفل میں“

سین 14 آؤٹ ڈور شام

- 1- سکندر نہر کنارے چلا جا رہا پیچھے گانے کا میوزک O.L. ہوتا ہے وہ ایک جگہ رکتا ہے پانی کو دیکھتا ہے اور اپنی سگریٹ اس میں پھینکتا ہے۔
- 2- نور جہاں کے مزار پر سکندر اکیلا بیٹھا سگریٹ پی رہا ہے۔
- 3- سکندر ریل کی پٹری پر چلا جا رہا ہے سگریٹ منہ میں ہے اور وہ دونوں پٹریوں کے درمیان چل رہا ہے۔ لیکن اس کے قدم درست نہیں پڑ رہے۔

کٹ

سین 15 ان ڈور دن

(متوسط طبقے کا گھر۔ چھوٹا سا ڈاننگ ٹیبل۔ یہاں فوزیہ بیٹھی چائے پی رہی ہے۔ پاس ماسٹر لطیف بیٹھا ہے جواب بہت بوزھا ہو چکا ہے۔)

لطیف: ناں بیٹی ناں۔ سب کچھ استاد عطا کرتا ہے باقی باتوں کو میں نہیں جانتا پر موسیقی میں استاد اور شاگرد کا رشتہ روح اور قلب کا رشتہ ہوتا ہے۔ ہر استاد جب شاگرد کے گلے میں سر بٹھا دیتا ہے تو شاگرد کے گلے سے استاد خود گانے لگتا ہے یہ کام پیڑھیوں تک جاتا ہے بیٹے۔ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کوئی شاگرد دنیا نہیں ہوتا کوئی استاد پرانا نہیں ہوتا۔ زنجیر بنتی جاتی ہے کڑی سے کڑی مل جاتی ہے۔ گھرانے بن جاتے ہیں موسیقی کے۔ سکول تیار ہو جاتے ہیں سڑوں کے۔

فوزیہ: اچھا بابا جی اچھا..... لیکن وقت بدل چکے ہیں۔ اب انسان اپنی ذاتی محنت سے اپنی لگن سے نام پیدا کرتا ہے۔ اب آپ کا زمانہ نہیں رہا (ہاتھ جوڑ کر) اجازت لیکر گانا شروع کرنے کا۔

لطیف: عجیب بات ہے تیری ماں تو زندہ نہیں رہی پر اپنی طبیعت چھوڑ گئی ہے تجھ میں۔ بیٹا سُر والے آدمی کا غصے سے کیا کام؟ غصے تو سر کو پی جاتا ہے سرے سے۔

فوزیہ: آپ ہر وقت اماں کی بری باتیں مت یاد کیا کریں۔  
 لطیف: لے ویسے کوئی سری پائی تو پکا کر دکھا دے مجھے کوئی ویسا انڈوں کا حلہ تو تیار کر کے  
 دکھائے ایک بار..... سارے شہر میں دھوم تھی اس کے کھانا پکانے کی۔ تب  
 توفیق ہمیں تھی کھانے پلانے کی۔ اب توفیق دی ہے اللہ نے تو..... پکانے والی کو  
 اٹھالیا واہ کرنی والے واہ۔

فوزیہ: میں بازار جا رہی ہوں اباجی۔  
 لطیف: بی بی جی کو مل لیا۔  
 فوزیہ: واپسی پر مل لوں گی۔ پھر رات ہو جائے گی۔

لطیف: ناں بیٹاناں..... گانا گانے جاؤ تو ان کی دعا لیکر..... گا کر آؤ تو ان کا شکریہ ادا کرو۔  
 بیٹا ہمارے گھر میں تو دو دو دن فاقے ہو ا کرتے تھے یہ سب کچھ کیسے ملا۔ کیسے؟

فوزیہ: میں نے محنت کی۔ میں نے ریاضتیں کیں۔ صبح سویرے اٹھی۔ چار چار بجے.....  
 لطیف: درفٹ..... یہی فرق ہے تیری پود میں اور ہم میں۔ یو قوف اکیلی تیری محنت کیا  
 رنگ لاتی؟ بہت محنت کرتی تو ڈنگ ڈنگ ڈنگ گٹا رہی بجانے لگتی اری اری کم عقل  
 راستہ تو بی بی جی نے بتایا انسان تو استاد نے بنایا۔ احق استاد کی دعا سے تو کم سُرے  
 بڑے بڑے گویے بن جاتے ہیں جا نہیں بتا جا کر۔ جاناں.....

فوزیہ: جاری ہوں اباجی۔ پیچھے ہی مت پڑ جایا کریں۔ ہر وقت بی بی جی..... بی بی جی۔

کٹ

سین 16 آؤٹ ڈور رات

(مزار کا وہ حصہ جہاں قبریں ہوتی ہیں رات کا سماں ہے۔ اور مختلف قبروں پر دیئے روشن

ہیں۔ اندھا بابا تھ میں پیالہ لیے ادھر آتا ہے۔)

ابا: راشدہ..... راشدہ بیٹے..... راشدہ۔

(پھر وہ پیالے کو مزار پر رکھتا ہے اور جھک کر ہاتھوں سے محسوس کرتا ہے دو قبروں کے درمیان راشدہ بے سدھ سو رہی ہے۔)

ابا: راشدہ..... اٹھ بیٹے اٹھ۔ میں تیرے لیے دودھ لایا ہوں..... لے بیٹے۔

آپا: (دیوانگی کے ساتھ اٹھتے ہوئے لکھتے ہیں) کون ہے اللہ کے بندوں کو چھیڑنے والا۔ (نعرہ لگا کر) حق اللہ..... اللہ ہو۔ (دودھ کا پیالہ اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتا ہے) زہر کا پیالہ ہمیں پلاتا ہے کمینے۔

ابا: لے راشدہ پی لے۔

آپا: ہم کوئی کسی کے کی کمین نہیں ہیں۔ بارہ مہینے زمین ہے ہماری..... ہم پکی سرکار کے متولیوں کی اولاد ہیں۔ ہم سے گستاخی کی۔ ہم کو دھونس دی کوئی تو سچا رب پکڑ کرے گا۔ وہ کسی کو نہیں چھوڑتا۔ (باپ اس کا ہاتھ پکڑتا ہے) چھوڑ میرا ہاتھ۔ خبردار جو ہمارے پاک ہاتھ کو ہاتھ لگایا حق اللہ اللہ ہو باقی رہے نہ کوئی جو۔

ابا: میں تیرا ابا ہوں راشدہ..... لے دودھ پی لے۔

آپا: تجھ کو ہمیشہ کھلانے پلانے کی پڑی رہتی ہے سالکوں کا کیا کام دانے پانی سے بولتا۔

(باپ اس کا چہرہ محسوس کر کے دودھ اس کے منہ سے لگاتا ہے۔)

آپا: (دودھ پی کر) جا۔ فقیروں نے خوش ہو کر دعا دی تجھے وصال ہو تیرا۔ بامراد جائے۔ کشت ٹوٹے۔ جا فقیروں کو دودھ پلانے کا اجر ملے۔ کشت ٹوٹیں سب باپ جھڑیں سب۔ (آنکھوں کی جھری سے اس کی طرف دیکھ کر) دیکھ بڑھے آندھی چلے گی تو درخت گریں گے آبی آپ۔ تو کس چکر میں رہتا ہے سب مایا ہے موہ مایا ہے سب۔ حق اللہ۔ اللہ ہو۔ باقی رہے نہ کوئی جو۔

ڈزالو

سین 17 ان ڈور دن

(ستارہ کا کمرہ ستارہ لطیف ماسٹر کے گھر رہتی ہے اور فوزیہ کو موسیقی کی تعلیم دیتی ہے۔)

اس وقت اس نے سفید ساڑھی سفید بلاوز پہن رکھی ہے کندھوں پر سفید چادر ہے اس کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ سامنے تان پورہ ہے جسے کبھی کبھی وہ چھیڑ دیتی ہے چہرے پر ایسا جمال ہے جو صبر اور دکھ سے پیدا ہوتا ہے اس کے سامنے فوزیہ بیٹھی ہے۔

فوزیہ: اتنی تعریف کی سکندر صاحب نے اتنی تعریف کی سکندر صاحب نے بی بی جی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔

ستارہ: اچھا؟

فوزیہ: کہنے لگے بی بی تمہاری تعلیم بہت پختہ ہوئی ہے کس سے تعلیم حاصل کر رہی ہو۔ میں تو بتانے لگی تھی بی بی جی پر پھر آپ کے ساتھ کی ہوئی قسم یاد آگئی۔

ستارہ: کبھی کسی کو مت بتانا فوزیہ کہ ..... کہ میں کہاں رہتی ہوں۔

فوزیہ: لیکن آخر کیوں بی بی جی کیوں آخر۔

ستارہ: گمنامی اور موت کو ایک طرح کا ہونا چاہیے بیٹے۔ پھر سراغ نہ ملے کسی کو کسی کا۔

روپوش ہونے پر بھی پتہ چل جائے تو فائدہ کیا روپوش ہونے کا؟

فوزیہ: لیکن کیوں بی بی جی۔ کوئی وجہ بھی تو ہو؟ معقول وجہ۔

(اب ٹرے میں چائے لگائے ہوئے لطیف اندر آتا ہے۔)

لطیف: ایک تو اس کی کیوں ختم نہیں ہوتی کبھی۔ اسی طرح فیروزہ بولا کرتی تھی۔ پر کیوں کروں؟ پر کیوں کہوں؟ درفٹ۔ چائے پی لیجئے میڈم۔

آپ نے کیوں تکلیف کی ماسٹر جی۔

ستارہ: لیکن ابا۔ ہم کیوں نہ کسی کو بتائیں کہ بی بی جی ہمارے پاس رہتی ہیں۔ کیوں آخر وجہ کیا ہے؟

فوزیہ: ہم تو میڈم کے شاگرد بھی نہیں ہیں۔ ہم نے تو کبھی سوال نہیں کیا۔ سولہ سال سے لوگ پوچھتے ہیں۔ کبھی کسی کو نہیں بتایا تو چار دن سے باہر جانے لگی ہے تو پیٹ میں بل پڑتے ہیں تیرے۔ بس میڈم کہتی جو ہیں کہ نہیں بتانا تو نہیں بتانا۔ تیرے لیے کافی نہیں یہ وجہ..... ڈرفٹ۔ آپ نے چائے نہیں پی؟

لطیف: ہم تو میڈم کے شاگرد بھی نہیں ہیں۔ ہم نے تو کبھی سوال نہیں کیا۔ سولہ سال سے لوگ پوچھتے ہیں۔ کبھی کسی کو نہیں بتایا تو چار دن سے باہر جانے لگی ہے تو پیٹ میں بل پڑتے ہیں تیرے۔ بس میڈم کہتی جو ہیں کہ نہیں بتانا تو نہیں بتانا۔ تیرے لیے کافی نہیں یہ وجہ..... ڈرفٹ۔ آپ نے چائے نہیں پی؟

(سکندر کا بیڈروم پلنگ پر سکندر کی بیوی بیٹھی ہے رو رہی ہے سکندر داخل ہوتا ہے۔)

بیوی: یہ آپ کے آنے کا وقت ہے۔

سکندر: میں ڈاکٹر کے پاس چلا گیا تھا۔ پھر ٹیلی ویژن سٹیشن (بیٹھتا ہے لمبا سانس لیتا ہے) پھر.....

بیوی: آپ یہ سارے بہانے رہنے دیں۔ کیا میں جانتی نہیں سب کچھ پہچانتی نہیں سب کچھ میں اندھ ہی ہوں۔

سکندر: خدا نہ کرے۔

بیوی: آپ آرٹسٹ لوگوں کے ساتھ تو آپ کے پروفیشن کی عورتوں کو شادی کرنی چاہیے۔ آپ ان کا الو بنائیں وہ آپ کو احمق بنائیں۔

سکندر: میں نے تمہیں شادی کے لیے مجبور نہیں کیا تھا خاور۔

بیوی: یہی تو میری بد نصیبی ہے۔ میں سمجھتی تھی جتنا بڑا آرٹسٹ ہے اتنا ہی بڑا انسان بھی ضرور ہو گا۔

سکندر: یہ ضروری نہیں ہے خاور۔ (اپنے سر کو دباتا ہے) ضروری نہیں ہے کہ ایک بڑے آرٹسٹ کی شخصیت بھی اتنی ہی قد آور ہو..... بڑے آرٹسٹ کے صرف آئیڈیل قد آور ہوتے ہیں خاور۔

بیوی: میں تو آپ کی ہیر و ور شپ کرتی تھی۔ مجھے صرف ہیر و ور شپ تک رہنا چاہیے تھا۔

سکندر: مجھے بھی صرف تمہاری آئو گراف پر سائن کرنا چاہیے تھا۔ وقت گزر جانے پر آٹو گراف پھینکی جاسکتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نکاح نامے کے دستخط اتنی آسانی سے نہیں پھینک سکتیں۔

بیوی: آپ کو سوائے اپنے کسی سے محبت نہیں ہے۔ نہیں ہے نہیں۔ آپ کو کیا پتہ میرا سارا دن کیسے گزرتا ہے۔ آپ کو تو اپنی ریکارڈنگ پیاری ہے۔ موسیقی میں ان

ہے آپ کی کبھی ٹیلی ویژن سیشن کبھی کبھی کہیں آپ کو اپنے فنکشنوں سے بھی فرصت ہو۔

سکندر: (محبت سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر) یہ بھی صرف تمہاری محبت ہے خاور کہ تم مجھے بڑا آرٹسٹ سمجھتی ہو۔ میں نہ صرف چھوٹا آدمی ہوں بلکہ آرٹسٹ بھی چھوٹا ہوں قسمت نے مجھے اوپر لا کھڑا کیا تھا۔

بیوی: اگر کوئی بچہ ہوتا تو بھی دل بہل جاتا اب بتائیے میں سارا دن کیا کروں؟  
سکندر: (سر پکڑ کر بیٹھتا ہے) آئی ایم سوری فاریو۔  
(اس وقت ملازم آتا ہے۔)

ملازم: سرجی چند بیبیاں ملنے آئی ہیں آپ سے۔

سکندر: بٹھاؤ انہیں میں آتا ہوں۔

بیوی: لڑکیوں کے نام پر کیسے جان پڑ گئی؟ کیسے رنگ آگیا چہرے پر تو بہ ایک تو آرٹسٹ لوگ تعریف کروا کر وا کر تھکتے نہیں۔ راہ چلتا تعریف کر دے کوئی لہجہ فقیر تعریف کر دے کیا چہرہ کھل جاتا ہے۔ کتنے حریص ہوتے ہیں آرٹسٹ تعریف کے۔

سکندر: (محبت سے) ٹھیک کہتی ہو۔ ہمیں یہ بیماری ہوتی ہے خاور۔ پتہ نہیں کیوں لیکن ہے۔ دوسروں کے منہ دیکھنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ دوسروں کی تعریف کے سہارے جینے کا وہی حال ہوتا ہے جو جو تم دیکھتی ہو۔

(جاتا ہے بیوی پلنگ پر اوندھی لیٹ کر سسک کر روتی ہے اور اُہستہ اُہستہ کہتی ہے۔) کمینہ کمینہ کمینہ.....

کٹ

سین 19 ان ڈور شام

(ستارہ کا کمرہ۔ ستارہ تان پورہ لیے بیٹھی ہے۔ سامنے فوزیہ بیٹھی ہے۔ ستارہ کا لباس سفید

ہے۔ صرف فوزیہ کا لباس تبدیل ہو چکا ہے۔ اس وقت ستارہ استاد کی حیثیت میں ہے۔

فوزیہ: بی بی جی۔ جس وقت وہ میری طرف دیکھتا ہے تو..... مجھے لگتا ہے جیسے (نظریں جھکا کر) سارے سٹوڈیو میں چراغاں ہو جاتا ہے بی بی جی سازوں سے آوازیں آنے لگتی ہیں۔ اتنی ساری محبت ہوتی ہے ان نظروں میں۔

ستارہ: (بڑی شانتی کے ساتھ جیسے وہ ان سمندروں سے نکل آئی ہے) دیکھ فوزیہ اپنے لیے اس محبت کو پائیدار بنانے کی کوشش نہ کرنا۔ یہاں جو نعمت پائیدار ہے وہ خدا کی مرضی سے ملتی ہے ورنہ انسان اپنی مرضی سے صرف دکھ پریشانی اور غم جنم دے سکتا ہے۔

فوزیہ: میں اسے لاؤنگی بی بی جی آپ کے پاس۔ آپ اسے ملیں تو سہی۔ آپ کو خود ہی یقین آجائے گا..... سارے سٹوڈیو اس کی وجہ سے مہکنے لگے ہیں۔ وہ ایک نظر میں بی بی جی صرف ایک بار دیکھنے میں آپ کی جھولی پھولوں سے بھر دے گا۔ سچی بی بی جی آپ اس سے ملیں تو سہی۔

ستارہ: یہاں کوئی کسی کی جھولی نہیں بھر سکتا فوزیہ..... سب بھکاری ہیں۔ کوئی داتا نہیں۔ یہاں سب محبت تلاش کرتے ہیں کوئی محبت کی بھیک کسی کی جھولی میں نہیں ڈال سکتا۔ جو خود بھکاری ہو اس سے کیا ملے گا فوزیہ.....

فوزیہ: وہ..... وہ بھکاری نہیں ہے۔

ستارہ: شاید تجھے بھی منزل کا سراغ مل جائے منزل نہیں مل سکتی مانگنے والوں سے۔

فوزیہ: آپ اس سے مل کر دیکھیں بی بی جی۔ (یکدم) آپ نے۔ آپ نے سکندر صاحب کو کیوں چھوڑ دیا۔ آج میں نے انہیں پہلی بار ٹیلی ویژن پر دیکھا۔ کیا عجیب پرکشش پرسنلٹی ہے۔

ستارہ: (محبت سے فوزیہ کی گال چھو کر) جو ہوتا ہے۔ ٹھیک ہوتا ہے۔ بروقت ہوتا ہے۔

ہمارے چھوٹے چھوٹے پلان فیل ہو جاتے ہیں۔ لیکن بڑے پلان کے مطابق سب کچھ ٹھیک ہوتا ہے۔ اگر میں سکندر کے ساتھ رہتی۔ تو پھر مجھے تو کہاں ملتی۔ میری آواز کا سلسلہ آگے کیسے چلتا؟ اور تو اسے کیسے ملتی سٹوڈیو والے کو۔



فوزیہ: میں کبھی کبھی رات کو اٹھ اٹھ کر شکریہ ادا کرتی ہوں بی بی جی کہ مجھے ایک بار اسے دیکھنے کا موقع ملا۔

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) ویسے تو ہر نعمت کا حساب دینا پڑے گا لیکن..... میرا خیال ہے جس کسی نعمت سے کسی شخص کو خاص طور پر نوازا گیا اس کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔ امیر آدمی سے دولت کا خوبصورت شخص سے خوبصورتی کا۔ ذہین آدمی سے ذہانت کا۔ تم سے تمہاری آواز کا۔

فوزیہ: میں اسے ضرور لاؤنگی بی بی جی آپ کے پاس۔

ستارہ: ابا جی نے گانا چھوڑ دیا تھا اچانک۔ وہ کسی فنکشن میں نہیں جاتے تھے ان کے کوئی لاناگ پلے نہیں بنے۔ وہ کسی سنوڈیو میں نہیں گئے لیکن وہ گاتے رہتے تھے شکر گزاری کے ساتھ۔ درختوں کے لیے۔ پتھروں کے لیے۔ چڑیوں کے لیے۔ کئی بار فوزیہ بادل خشک ہوتے ہیں لیکن کوئی شخص خوش الحالی سے اذان دیتا ہے تو ان میں پانی بھر جاتا ہے۔ اس جادو کا تم سے حساب لیا جائے گا فوزیہ۔ گاؤ میرے ساتھ۔ آواز اٹھاؤ۔ شکریے کے ساتھ۔ محبت کے ساتھ۔

فوزیہ: آج نہیں بی بی جی۔ آج نہیں پلیز۔ کل اس کی برتھ ڈے ہے۔ مجھے بازار جانا ہے۔

ستارہ: (یکدم لفظوں میں سختی آجاتی ہے) دیکھ بیٹی یہ راگ تلنگ کا دادر ہے اس کا وادی سرگندھار اور سموادی سر نکھاد ہے اس راگ میں جھنجھوٹی کا میل صاف نظر آتا ہے فوزیہ کہہ میرے بیٹے میرے ساتھ ساتھ۔

(فوزیہ ہاتھ جوڑ کر اجازت لیتی ہے اور گاتی ہے۔)

دادر

یہاں پر کوئی دادر ایک آدھ منٹ کے لیے لگائیں جو دونوں آوازوں میں ہو۔

کٹ

سین 14 ان ڈور دن

(کچی سرکار کے صحن میں لوگ جمع ہیں۔ اور بھرائی ڈھول بجا رہا ہے۔ ساتھ آپا جی بال

کھولے دیوانہ وارد ہمال ڈال رہی ہیں۔)

کٹ

سین 15 ان ڈور دن

(سکندر کا ڈرائنگ روم تین کالج کی لڑکیاں مودب طریقے سے بیٹھی ہیں۔ سکندر کے سر میں درد ہے وہ اس کی وجہ سے کبھی کبھی عینک اتار کر صاف کرتا ہے اور سر کو پکڑتا ہے۔)  
لڑکی نمبر 1: سر پلیز آپ مان جائیں۔ ہم آپ کو زیادہ دیر تک نہیں روکیں گے۔ صرف ڈیڑھ گھنٹہ ہمیں پتہ ہے آپ کتنے Busy ہیں۔  
لڑکی نمبر 2: ہم سب کا Dream پورا ہو جائے گا سر۔

سکندر: اچھا یہ Dream ہے آپ لوگوں کا کہ ..... میں آپ کی Musical evening میں آؤں۔

لڑکی نمبر 3: ہائے آپ کوئی ایویں تھوڑی آئیں گے سر پہلے ہم Poor girls کا فنکشن ہو گا۔ کچھ گانے ہوں گے۔ ایک لڑکی ستار بجائے گی پھر آخر میں سر آپ ایک گانا سنا دیں پلیز۔ صرف ایک گانا۔ ہائے کتنا مزہ آئے گا۔ ہے نانوی؟

لڑکی 1: فرمائشیں نہیں ہوں گی سر بالکل صرف ایک گانا سر۔  
لڑکی 2: ہم سب کے پاس آپ کے پانچ پانچ Casette ہیں۔ ہو شل میں ڈنر کے بعد آپ کے گانے سنتی رہتی ہیں ہم سب۔

سکندر: اچھا ..... روز باقاعدگی کے ساتھ۔

لڑکی 3: یہ جھوٹ بولتی ہے سر۔ اس کے پاس تو آپ کا ایک بھی Casette نہیں ہے یہ تو اس چے منہ والی کے گیت سنتی ہے۔ یو یو یو یو ..... کرنے والے کے ساتھ۔  
آ جاتا ہے پینٹ تک شرٹ کھول کر ٹیلی ویژن میں۔

سکندر: وہ بھی اچھا گاتا ہے بھئی۔ اب اسی کا زمانہ ہے موسیقی کا رخ بدل رہا ہے۔ آپ لوگوں کا

Taste بدل رہا ہے ساری بات تو آپ نوجوانوں کے Taste پر ختم ہو جاتی ہے۔

لڑکی 2: نہیں سر..... آپ لوگ تو بڑے Masters..... آپ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔  
جھیل جیسے لوگ تو کیا گائیں گے دیر تک؟

لڑکی: بھی تم لوگ مجھے فنکشن کا طے کر لینے دو پلیز پہلے بتائیے تو آئیں گے ناں آپ؟  
سکندر: اگر آپ بلائیں گی تو ضرور آئیں گے۔

لڑکی: ہائے سر ہم سب تو سر کے بل بلار ہی ہیں۔

سکندر: تو ہم سر کے بل آئیں گے۔ آپ کو کیا پتہ آپ کی تعریف سے مجھے کتنی تقویت ملتی ہے۔

لڑکیاں: ہائے تھینک یو سر۔ تھینک یویری مچ۔ ہاؤ Nice آف یو سر..... (مل جل کر)

لڑکی 2: سر ہم آپ کا زیادہ قیمتی وقت ضائع نہیں کریں گے۔ پلیز آپ ہمیں اتنا بتادیں کیا مارڈرن تعلیم یافتہ لڑکیوں کے لیے یہ پروفیشن اچھا ہے۔

لڑکی 3: سر اس کا مطلب ہے کہ ہمارے Parents فلمی ماحول سے ڈرتے ہیں تو..... کیا یہ ماحول ٹھیک ہے ہم لوگوں کے لیے؟

سکندر: دیکھو بی بی یہ بہت مشکل سوال ہے۔ فلمی ماحول میں تیش زیادہ ہے جیسے کسی کسی بھی کا ٹپر پچر زیادہ ہوتا ہے اب یہ دھات پر Depend کرتا ہے کوئی راکھ بن جاتی ہے کوئی کندن۔ بھی کا قصور نہیں ہے۔ نہ دھات کا۔ ساری بات رد عمل کی ہے۔ نتائج کی ہے۔

کٹ

سین 20 ان ڈور کچھ دیر بعد

(سکندر کی بیوی بچے پر اوندھی لیٹی ہوئی رو رہی ہے اور آہستہ آہستہ کہتی ہے کہینہ کہینہ  
کہینہ۔)

کٹ

(سکندر کا ڈرائنگ روم لڑکیاں جانے کے لیے دروازے میں کھڑی ہیں۔ سکندر بھی پاس کھڑا ہے۔)

- لڑکی 1: اچھا سر تھینک یو۔ پلیز بھول نہ جائیں۔  
 لڑکی 2: اگلے بدھ شام کو آٹھ بجے سر بعد میں ڈنر بھی ہوگا۔  
 لڑکی 3: سر ہم سب نے روپے Pool کیے ہیں۔ آپ ہمارا نقصان Financial نہ کر دینا  
 سکندر: نہیں نہیں انشاء اللہ نہیں اگلے بدھ رات کو آٹھ بجے ضرور آپ کی میوزیکل  
 Eveing میں آؤں گا۔

- لڑکیاں: تھینک یو سر۔ خدا حافظ۔ تھینک یو ویری میچ۔  
 لڑکی 3: سفید بال آپ کو بہت Suite کرتے ہیں سر۔

You are very handsome sir

سکندر: تھینک یو تھینک یو ویری میچ۔ خدا حافظ

(لڑکیاں جاتی ہیں سکندر صوفے پر تھکا ہوا نیم دراز لیٹا ہے۔ پھر جیب سے ایک گولی نکال کر منہ میں ڈالتا ہے۔ مانی داخل ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی ٹرے ہے۔)

مانی: سلام علیکم مانی باپ۔

سکندر: آؤ آؤ۔ آؤ بھئی کیسے آئے۔

مانی: سر کار وہ برسی تھی آج افتخار صاحب کی ہم اطلاع دے گئے تھے۔ بیگم صاحبہ کو۔ بڑا انتظار کیا آپ کا مانی باپ اب میں ہار کر یہ کھانا لایا ہوں آپ کے لیے۔

سکندر: اچھا اچھا۔ بڑے خوش نصیب تھے تمہارے صاحب۔

مانی: کہاں خوش نصیب تھے سر کار۔ ساری عمر ہم جیسوں کو پالتے رہے۔ سیوا کرنے کا موقع آیا تو چل دیئے۔

سکندر: (لمبی آہ بھر کر) کوئی برسی منانے والا ہی رہ جائے تو آدمی کتنا خوش نصیب ہوتا